برِّعظیم پاک و ہند میں بابِ تجدید کے فاتح

حضرت مجدّد الف ثانیؒ

(آخری قسط)

مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی

نام و نسب | آپ کا اسم گرامی شیخ احمد، والد محترم کا نام شیخ عبدالاحد ہے ۲۸ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امیرالمومنین سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل جاتا ہے اور اس نسبت فاروقی پر خود حضرت کو بھی ناز تھا۔ چنانچہ ملا حسن کشمیری کے اس سوال کے جواب میں کہ فلاں صاحب اللہ میاں کو عالم الغیب کہنے سے منع کرتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ جواباً ارشاد فرماتے ہیں

نوشتہ بودند کہ شیخ عبدالکریم سنامی گفتہ است کہ حق سبحانہ و تعالیٰ عالم الغیب نیست
مخدوما فقیر را تاب استماع این سخنان نیست
بے اختیار رگِ فاروقیم در حرکت می آید و فرصت [illegible]

[illegible]

ایسے ہی ایک دوسرے [illegible]
خطبہ میں قصداً اسماء خلفاء راشدین کو ترک کر [illegible]

"استماع این حرف [illegible]
[illegible] کلمہ [illegible]

[illegible]

آپ کے والد محترم [illegible] عالم تھے [illegible]
شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible] سلسلہ چشتیہ [illegible]

مجاز تھے۔ ایسے ہی سلسلہ قادریہ میں صاحب اجازت تھے [illegible] رحمہ اللہ تعالیٰ

سلسلہ نسب کی طرح آپ کا سلسلہ بیعت بھی عجیب و غریب [illegible] یکتا و نادر ہے۔ ۲۲ واسطوں سے آپ خلیفۃ الرسول امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں مل جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے سلاسل میں بھی صاحب اجازت تھے۔ لیکن اس سلسلہ سے والہانہ تعلق تھا اور اس کے آپ مجدد بھی ہیں۔ اس نسبت عالیہ پر بڑا ناز تھا۔ [illegible]

[illegible] بہ ایں جملہ خاصان خویش [illegible] دلم [illegible] خودی کن [illegible]

وطن - ولادت اور بشارت

[illegible] آپ کے اجداد کا وطن مدینہ طیبہ [illegible] اللہ سرہٗ کا ذکر کرنا کے بعد کابل تھا۔ آپ کے ساتویں جد بزرگوار شیخ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خاص خصوصی مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری [illegible] آف [illegible] ردیف [illegible] پہلے اطراف سرہند "سنام" نامی مقام [illegible] اس [illegible] کے [illegible] شاہ تغلق کو امام رفیع الدین سے گہری محبت تھی [illegible] سلطان نے شہر سرہند بسایا اور تعمیر قلعہ کے وقت امام رفیع [illegible] کے حکم شیخ سنگ بنیاد رکھا، اور پھر شیخ کے حکم ہی سے پیش الفظر [illegible] سنام [illegible] کر سرہند تشریف لائے۔ حسب تصریحات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند [illegible] تھا، جبکہ اس وقت ایک قصبہ ہے۔

سرہند کہ اعظم بلاد اسلام است [illegible] الخ

(مکتوبات [illegible])

اور مکتوب ۱۲ حصہ ششم دفتر دوم میں ہے کہ

بلدۂ سرہند جو یار میں احباب [illegible]

آگے بہت تعریف فرمائی، الغرض اس مبارک و مسعود جگہ میں [illegible] الاکرم ۹۷۱ھ بروز جمعہ نصف شب کے قریب ولادت ہوئی۔ [illegible] اپنی نورانی شعاعوں سے تمام جہان ارضی کو ابھی [illegible] بقعۂ نور بنائے ہوئے ہے، اس عالم میں شیخ عبد الاحد کے [illegible]

طریقت کے مہرِ تاباں کا طلوع ہوتا ہے۔ کتنی نیک فال ہے۔ والدِ مرحوم خواب دیکھ چکے ہیں کہ تمام جہان میں ظلمت و تاریکی پھیلی ہوئی ہے، سور، بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں، اچانک میرے سینہ سے نور نکلا جس میں سے ایک [illegible] ظاہر ہوا۔ اس تخت پر ایک صاحب تکیہ لگائے رونق افروز ہیں، اس کے سامنے [illegible] زنادقہ کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے اور کوئی شخص باواز بلند کہہ رہا ہے —— جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (قرآن) علی ابن [illegible]

اس خواب کا تذکرہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا، جن کے متعلق امام ربانی کا ارشاد ہے کہ سلسلہ قادریہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے بعد ان کی نظیر کم ملتی ہے۔ انہوں نے فرمایا [illegible] تمہارے یہاں [illegible] لڑکا ہوگا جس سے الحاد و بدعت [illegible] ظلمت ختم ہوگی" [illegible] کی سواری [illegible] سمجھ [illegible] اور رکیوں نہ ہو [illegible] ہے،

ما [illegible] قالوا وما [illegible] سال

[illegible]

تحصیلِ علم

[illegible] عمر پر قرآن [illegible] لیا جس پر [illegible] حضرت مجدد نے اکثر کتب [illegible] علم [illegible] تصوف [illegible] والدِ بزرگوار [illegible] دوسرے علماء سرہند سے پڑھیں۔ علاوہ ازیں مولانا کمال کشمیری سے فنون کی کتابیں شیخ یعقوب سے کتب احادیث [illegible] بن بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے متفرق کتب پڑھ کر تکمیلِ علم کی۔ شیخ کو ادب [illegible] میں بے نظیر ملکہ حاصل تھا، جس پر آپ کی تصانیف دال ہیں۔ دربارِ اکبری کے ابوالفضل اور فیضی کسی کو درخورِ اعتنا نہ سمجھتے تھے لیکن شیخ کے علم و فضل کے معترف تھے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

تحصیلِ طریقت

علومِ ظاہر کی تکمیل کے بعد تصوف کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ شعر خود انہی [illegible] —— خود تصوف اور نسبت مع اللہ کو آپ کا انتظار تھا۔ اس کوچہ میں قدم رکھنے کی سب سے پہلے والدِ بزرگوار سے طریقہ چشتیہ میں بیعت کی۔ اور اس کا سلوک تمام کیا۔ پھر طریقہ قادریہ اخذ کیا اور تعلیم والد بزرگوار سے ہی حاصل کی اور خرقہ خلافت [illegible]

...اہ سکندرؒ نبیرہ شاہ کمال کیتھلیؒ سے حاصل ہوا۔ المختصر سترہ برس کی عمر میں علوم جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ ہو کر والد بزرگوار کے سامنے ہی کتب درسیہ کی تعلیم ... طریقہ کی تلقین فرمانے لگے۔ انہی دنوں میں سلسلہ کبرویہ کے مشہور بزرگ مولانا یعقوب خرمیؒ سے سلسلہ کبرویہ حاصل کیا۔ ان تمام کمالات کے باوجود سلسلہ نقشبندیہ کی طلب قلب اطہر میں موجزن کیا ہوئی بڑھتے بڑھتے حد عشق کو پہنچ گئی۔ یہاں تک کہ ۱۰۰۷ھ میں والد محترم نے دار فانی سے کوچ کیا تو بغرض حج بیت اللہ گھر سے نکل کر دہلی پہنچے۔ وہاں ملا حسن کشمیریؒ سے خواجہ محمد باقی باللہ نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ کی نسبت معلومات حاصل ہوئیں۔ یہ پہلے بزرگ تھے سلسلہ نقشبندیہ کے جنہوں نے سرزمین ہند کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ کابل میں ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے شیخ خواجہ امکنگیؒ کے حکم سے ہندوستان تشریف لائے۔ دہلی کو اپنا مستقر قرار دیا۔ بڑے باکمال بزرگ تھے۔ صرف اکتالیس سال کی عمر میں ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ شنبہ کے دن وفات پائی۔ وفات سے قبل صاحبزادگان کو شیخ مجددؒ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ "اب امید حیات کم ہے" دہلی میں بیرون اجمیری دروازہ مزار مبارک مرجع عام و خاص ہے۔ آپ کے علو مقام کے لیے یہ کافی ہے کہ شیخ مجددؒ جیسی اولوالعزم شخصیت نے آپ کو اپنا پیر و مرشد بنایا ؎

مقام حضرت خواجہؒ نہ پوچھو مختصر یہ ہے کہ وہ تھے مرشد برحق مجدد الف ثانیؒ کے

بہرحال آپ کا ذکر سن کر محض ملاقات کی غرض سے تشریف لے گئے۔ قیام و بیعت کا قطعاً ارادہ نہ تھا۔ خواجہ بھی دید آشنا تھے۔ لیکن نگاہ اوّل میں ہی دیکھ کر فرمایا اگر ممکن ہو تو ایک مہینہ یا کم سے کم ایک ہفتہ قیام کریں۔ آپ نے بھی بلا عذر قبول فرمالیا۔ صحبت کا اثر ایسے جلدی ہوا کہ دو دن بعد آپ کی خواہش پر خواجہ نے خلاف معمول بلا استخارہ بیعت کرلی۔ آپ نے اڑھائی ماہ کا قلیل عرصہ قیام کیا۔ اس مختصر مدت میں نسبت نقشبندیہ جو دوسرا نام ہے "دوام حضور آگاہی" کا اور جس کی تعبیر حدیث پاک میں "کانک تراہ" سے کی گئی ہے، حاصل کر کے وہ کمالات حاصل کیے کہ "مالا عین رأت ولا اذن سمعت" کا مصداق ہیں۔ اس کے بعد دو مرتبہ سرہند سے دہلی آکر ملاقات کی، سب سے پہلی ملاقات میں کامل طریق سے

سلسلہ نقشبندیہ کے حصول کی بشارت ملی۔ دوسری مرتبہ خلعت خلافت عطا ہوئی اور خواجہ نے اپنے مخصوص ترین اصحاب کو تعلیم کے لیے آپ نے سپرد کیا۔ تیسری مرتبہ استقبال کو نکلے اپنے حلقہ میں آپ کو سرحلقہ بنا کر بٹھایا اور مریدین کو حکم دیا کہ شیخ احمد کی موجودگی میں میری طرف کوئی توجہ نہ کرے۔ اس مرتبہ رخصت کرتے ہوئے فرمایا" امید حیات بہت کم ہے۔ ضعف بہت معلوم ہوتا ہے۔" چنانچہ اپنے صاحبزادگان خواجہ عبیداللہ در شیر خوار خواجہ عبداللہ کو آپ کے سپرد کر دیا۔

مرشد کی شہادت

خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ شیخ مجدد رح کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں تفصیل کا وقت نہیں مختصراً سنیں :

" شیخ احمد مردست از سرہند، کثیر العلم وقوی العمل روزے چند نقیر باو نشست در نماست کرد، عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمود بآں ماند کہ چراغ شود کہ عالمہا ازو روشن گردد۔ الحمد للہ تعالیٰ احوال کاملہ او مرا یقین پیوستہ، شیخ احمد آفتاب است کہ مثل ہزار ہا ستارہ ہا در سایۂ او گم اند مثل ایشاں دریں وقت زیر فلک نیست و مثل ایشاں چند کس دریں امت گذشتہ اند، و ایشاں دریں وقت از کمل محبوباں اند۔"

(مقامات ربانی صلا)

اندازہ فرمائیں مرید تو پیر کی تعریف کیا ہی کرتے ہیں لیکن یہاں پیر جن خیالات کا اظہار کر رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہیں۔ اور آپ نے بھی حق خدمت ادا کیا اور اس سلسلہ میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اپنے پیرزادوں خواجہ عبیداللہ رح اور خواجہ عبداللہ رح کو لکھتے ہیں :

" ایں نقیر از سرتا قدم غرق احسانہائے والد بزرگوار شما است، دریں طریق سبق الف از ایشاں گرفتہ است، و تہجی حروف ایں راہ از ایشاں آموختہ و دولت اندراج النہایہ فی البدایہ بہ برکت صحبت ایشاں حاصل کردہ۔" (مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول حصہ چہارم)

اور مکتوب ۲۱۰ دفتر اوّل حصّہ اوّل میں فرماتے ہیں :

"تا آنکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بمحض کرم خویش بخدمت ارشاد
محض حقائق ومعارف آگاہی مؤیدالدین الرضی شیخنا ومولانا و
قبلتنا محمد الباقی قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ رسانید وایشاں بہ فقیر
طریقہ علویہ نقشبندیہ تعلیم فرمودہ اند وتوجہ بلیغ بحال ایں مسکین
مرعی داشتند"

اِس عنوان کو ختم کرنے سے قبل دو واقعات ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلا یہ کہ خواجہ محمد الباقی رحنے تیسری مرتبہ مجدّدؒ صاحب کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مَیں نے ہندوستان آنے کے لیے استخارہ کیا تو بعد از استخارہ معلوم ہُوا کہ ایک خوب صورت طوطی میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ مَیں لعابِ دہن اُس کے منہ میں ڈال رہا ہوں اور وہ اپنے منقار سے شکر میرے منہ میں دے رہا ہے۔ اِس واقعہ کو مَیں نے اپنے پیرومرشد خواجہ امکنگی رح سے ذکر کیا تو فرمایا کہ " طوطی ہندوستان کا جانور ہے۔ وہاں تمہاری تربیت سے ایسا شخص ظاہر ہوگا جس سے ایک جہاں منوّر ہوگا اور تم کو بھی اس میں حصّہ ملے گا"، خواجہ نے اس تعبیر کا مصداق آپ کو قرار دیا۔

دوسرا یہ کہ خواجہ نے اسی موقعہ پر فرمایا کہ مَیں جب ہندوستان آتے ہوئے سرہند پہنچا تو معلوم ہُوا کہ مَیں ایک قطب کے پڑوس میں اُترا ہوں۔ اور اس کا حُلیہ مجھے بتایا گیا۔ جتنے درویش مجھے ملے نہ تو اس حلیہ کا ان میں کوئی تھا اور نہ صفت قطبیت کسی میں تھی۔ مَیں نے خیال کیا کہ آئندہ اِس شہر میں ایسا کوئی صاحبِ نصیب پیدا ہوگا، جب تمہارا حلیہ دیکھا تو وہی تھا جو مجھے دکھلایا گیا تھا۔ اور تم میں صفتِ قطبیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ظاہری کمالات

حضرت شیخ ظاہری وباطنی کمالات کے جامع تھے۔ تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ شکل وصورت اللہ نے ایسی دی تھی اور اتنی محبوب کہ ہر دیکھنے والا "تبارک اللہ احسن الخالقین"

کھہ اٹھتا۔ نیز یہ کہ طلبِ معاش کی فکر آپ کو کبھی دامن گیر نہ ہوئی۔ اور کیوں ہوتی کہ جس ذاتِ اقدس واطہر صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی سنّت کو زندہ کرنے کی غرض سے آپ کا وجود بنا تھا، اس کو حکمِ خداوندی تھا" وأمر اهلك بالصلاة واصطبر عليها لا نسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبة للتقوى۔" (سورۃ طٰہٰ)

جہانگیر بادشاہ آخر میں آپ کا غلام بن گیا لیکن کوئی امداد قبول نہ کی۔ حتیٰ کہ مریدین میں سے کسی کو اس فکر میں مبتلا دیکھتے تو نصیحت فرماتے۔ چنانچہ مکتوب نمبر ۶۵ دفتر دوم حصہ ہفتم بنام مولانا محمد ہاشم رح خصوصیت سے ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

" بہر حال متوجہ احوال باطن باشند وطفیلی را ضروری دانند والفردرۃ تقدر بقدرہا الخ

امام ابو حنیفہ رح کی عظمت و رفعت اور تقلید کی ضرورت

اس علم و عمل کے باوصف جس کی تعریف آپ کے پیرِ مرشد نے کی، آپ امام ابو حنیفہ رح قدس سرہٗ کے مقلد تھے۔ امام صاحب کی عظمت و رفعت ان کے علوم و اجتہاد اور تقویٰ و ورع کے متعلق مکتوبات میں بہت کچھ موجود ہے، پہلے ضرورت تقلید کے متعلق سنیں:

مکتوب نمبر ۲۷۲ دفتر اوّل حصہ پنجم میں فرماتے ہیں:

" قیاس و اجتہاد اصل است از اصول شرعیہ کہ ما بتقلید آں ماموریم بخلاف کشف و الہام کہ ما را بتقلید آں امر نہ فرمودند، الہام بر غیر حجت نیست و اجتہاد بر مقلد حجت است۔ پس تقلید علماء و مجتہدین باید کرد۔"

مسئلہ سماع و اغنا کے متعلق مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اوّل حصہ چہارم میں فرماتے ہیں:

" عمل صوفیا در حلت و حرمت سند نیست۔ ہمیں بس نیست کہ ما ایشاں را معذور داریم و علامت نکنیم و امر ایشاں را بحق سبحانہٗ و تعالےٰ مفوض داریم ایں جا قول امام ابی حنیفہ و امام ابی یوسف و

اور مکتوب ر ۲۳۱ دفتر اول حصّہ اوّل میں فرماتے ہیں :

"تا آنکہ حق سبحانہ و تعالےٰ بمحض کرم خویش بخدمت ارشاد محض حقائق و معارف آگاہی مؤید الدین الرضی شیخنا و مولانا و قبلتنا محمد الباقی قدسنا اللہ تعالےٰ بسرہ رسانید و ایشاں بہ فقیر طریقہ علویہ نقشبندیہ تعلیم فرمودہ اند و توجہ بلیغ بحال ایں مسکین مرعی داشتند"

اسس عنوان کو ختم کرنے سے قبل دو واقعات ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلا یہ کہ خواجہ محمد الباقی رحنے تیسری مرتبہ مجدد صاحب کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے ہندوستان آنے کے لیے استخارہ کیا تو بعد از استخارہ معلوم ہوا کہ ایک خوب صورت طوطی میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ میں لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال رہا ہوں اور وہ اپنے منقار سے شکر میرے منہ میں دے رہا ہے۔ اس واقعہ کو میں نے اپنے پیرو مرشد خواجہ امکنگی رحسے ذکر کیا تو فرمایا۔ "طوطی ہندوستان کا جانور ہے۔ وہاں تمہاری تربیت سے ایسا شخص ظاہر ہوگا جس سے ایک جہان منور ہوگا اور تم کو بھی اس میں حصّہ ملے گا"۔ خواجہ نے اس تعبیر کا مصداق آپ کو قرار دیا۔

دوسرا یہ کہ خواجہ سلطان کی موقع پر فرمایا کہ میں جب ہندوستان آتے ہوئے سرہند پہنچا تو معلوم ہوا کہ میں ایک قطب کے پڑوس میں اترا ہوں۔ اور اس کا حلیہ مجھے بتایا گیا۔ جتنے درویش مجھے ملے نہ تو اس حلیہ کا ان میں کوئی تھا اور نہ صفت قطبیت کسی میں تھی۔ میں نے خیال کیا کہ آئندہ اس شہر میں ایسا کوئی صاحبِ نصیب پیدا ہوگا۔ جب تمہارا حلیہ دیکھا تو وہی تھا جو مجھے دکھلایا گیا تھا۔ اور تم میں صفتِ قطبیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

ع ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ظاہری کمالات

حضرت شیخ ظاہری و باطنی کمالات کے جامع تھے۔ تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ شکل و صورت اللہ نے ایسی دی تھی اور اتنی محبوب کہ ہر دیکھنے والا تبارک اللہ احسن الخالقین

کھٹکا اٹھتا نیز یہ کہ طالب معاش کی فکر سے کو کبھی دل میں جگہ نہ ہوتی۔ دونوں ہوئی کہ جس ذات اقدس و اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے کی غرض سے آپ کا وجود بنا تھا، اس کو حکومت ... تھا ... اصلاحات صلاۃ واصطبر علیہا لا نسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبة للتقوىٰ۔"

جہانگیر بادشاہ آخر میں آپ کا معتقد ... ہو ... وقبولیت کی ... میں سے کسی کو اس فکر میں مبتلا دیکھتے تو تعجب فرماتے۔ چنانچہ مکتوب نمبر ۶۵ دفتر دوم حصہ ہفتم بنام مولانا محمد ... صاحب ... ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

"بہر حال متوجہ احوال باطن ... ضروری ... الضرورة تقدر بقدرها الخ"

امام ابو حنیفہ رض کی عظمت و رفعت اور تقلید کی ضرورت

اس علم و عمل کے باوصف جس کی تعلیم آپ کے پیر و مرشد نے کی، آپ امام ابو حنیفہ رح قدس سرہٗ کے مقلد تھے۔ امام صاحب کی عظمت و رفعت ان کے علوم و اجتہاد اور تقویٰ و ورع کے متعلق مکتوبات میں بہت کچھ موجود ہے، پہلے ضرورت تقلید کے متعلق سنیں:

مکتوب نمبر ۲۷۲ دفتر اول حصہ پنجم میں فرماتے ہیں:

"قیاس و اجتہاد اصل است از اصول شرعیہ کہ بتقلید آں ماموریم بخلاف کشف و الہام کہ ما را بتقلید آں امر نہ فرمودہ اند، الہام بر غیر حجت نیست و اجتہاد بر مقلد حجت است پس تقلید علماء مجتہدین باید کرد۔"

مسئلہ سماع و اغنا کے متعلق مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول حصہ چہارم میں فرماتے ہیں:

"عمل صوفیا در حلت و حرمت سند نیست، ہمیں بس نیست کہ ما ایشاں را معذور داریم و علامت نکنیم و امر ایشاں را بحق سبحانہ تعالیٰ مفوض داریم ایں جا قول امام ابی حنیفہ و امام ابی یوسف و

امام محمد معتبر است - نہ عمل ابی بکر شبلی و ابی الحسن نوری۔
سبحان اللہ! مسئلہ کی وضاحت کر دی اور مقام ادب بھی سمجھا دیا کہ رتبہ سے جانے والا رسالت سے بڑا ہو گا؟

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ
(البقرہ)

کاش دورِ حاضر کے متجددین واقعہ کو غور سے دیکھیں اور سبق حاصل کریں۔

امام ابو حنیفہ رح کے متعلق مکتوب نمبر ۵۵ دفتر دوم حصہ ہفتم میں فرماتے ہیں:

"مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است رحمۃ اللہ علیہ کہ ببرکت ورع و تقوی و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است، کہ دیگران در فہم آں عاجز اند و فراست امام شافعی بکنہ شمہ از دقت فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ ... بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ می شود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم می نماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض و جداول بنظر می آید الخ"

رعایت سنت

اتباع سنت سے جو حصہ وافر آپ کو ملا تھا اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ایک مرتبہ ایک خادم سے کچھ دھوئی ہوئی لونگوں میں سے چند دانے لانے کو فرمایا وہ چھ دانے لایا، تو فرمایا:
"ہمارے صوفی کو اب تک یہ بھی پتہ نہ چلا کہ عدد طاق کی رعایت سنت ہے۔ اللہ وتر و یحب الوتر"

مکتوب نمبر ۵۴ دفتر دوم حصہ ہفتم میں اتباع سنت کے سات درجے بیان فرما کر آخر میں لکھتے ہیں:

بالجملہ ہر دولتے کہ آمدہ است از برائے انبیاء علیہم السلام آمدہ است، سعادت آنان است کہ بطفیل انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ازاں دولت بہرہ یابند و از پس ماندۂ ایشاں تناول نمایند۔

من ز قافلہ کہ او سنت دورم ز ہمہ ... ایں بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

اکبری عہد کی ایک جھلک

اس سلسلہ کی تفصیلات ملّا عبدالقادر بدایونی کی "منتخب التواریخ" سے ماخوذ ہیں : " بجائے توحید صریح شرک ، عبادت آفتاب را روزے چہار وقت کہ سحر و شام و نیم روز و نیم شب لازم گرفتند الخ صہ ۳۲۲ نیز قرار داند کہ بکلمہ لاالٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ علانیۃ تکلیف نمایند ۔ (صہ ۲۰۳) نیز بجائے سلام مریداں چوں ہمدگر ملاقات بکردند یکے اللہ اکبر دیگرے جل جلالہٗ گوید (صہ ۳۵۶) سُود جُوا شراب کی حلت! ربوا وقمار حلال شد و دیگر محرمات بر این قیاس باید کرد، شراب مباح باشد و در مجالس نوروزی اکثر علماء وصلحاء بلکہ قاضی و مفتی را نیز در وادی قدم نوشی آوردند ، غسل فرضیت جنابت مطلقاً ساقط شد ، داڑھی کی درگت ! نوبت بایں جا رسید کہ بادشاہ کو حدیث دکھلائی گئی کہ پسر صحابی متزش در نظر آنحضرت آمد فرمود ند کہ اہل بہشت بایں ہیئت خواہند بود (صہ ۲۷۸) العیاذ باللہ ۔ سارد ا ایکٹ یا عائلی قوانین جس کی رو سے چچا زاد اور خالہ زاد ہمشیرہ سے نکاح منع تھا نیز سولہ سال سے کم عمر لڑکا اور چودہ سال سے کم عمر لڑکی نکاح نہیں کر سکتی تھی نیز حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا بوقت رخصتی یعنی نو برس کا بالکل انکار تھا نیز بیشتر از یک نکاح نکنند کہ خدا یکے وزن یکے، نیز لڑکی کی عمر کی تحقیق کے لیے باقاعدہ معائنہ ہوتا (صہ ۳۹۱) پردہ حکماً جوان عورتیں کوچہ و بازار میں چہرہ کھلا رکھیں (صہ ۳۹۱) ، پرمٹ پر زنا خاص آبادیاں تھیں یعنی قحبہ خانے ۔ ختنہ بارہ سال سے کم عمر میں اس کی اجازت نہیں پھر لڑکا خود مختار ہے ۔ (صہ ۳۷۶) میت ابتداء سر مشرق کی طرف اور پاؤں مغرب کی طرف کر کے دفنانے کا حکم تھا (صہ ۳۵۶) پھر حکم ہوا کہ خام غلہ اور پکی اینٹیں باندھ کر سپرد آب کرو ورنہ چینیوں کی طرح درختوں پر لٹکا دو ۔ "

کہاں تک لکھیں ع " قیاس کن ز گلستانِ اکبر" بہارِ او (بہ ترمیم) اس

دینِ جدید کے جو آڑے آتا قتل کر دیا جاتا۔ اس زمانہ کے شہداء حق کی فہرست بڑی طویل اور دردناک ہے (ان پر خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔)

اصلاحی کوششیں اور ان کے اثرات

حضرت مجدد رح نے اس دور میں خطوط وغیرہ کے ذریعہ اصلاح کی کوشش کی۔ بڑے بڑے امراء و وزراء کو طویل خط لکھے، کتابیں لکھیں۔ باقاعدہ سلسلہ تبلیغ شروع کیا، تا آنکہ جہانگیر تخت کا وارث بنا۔ اس سلطنت کو نفس اسلام سے عناد نہ تھا مگر نشہ شاہی شباب پر تھا۔ اور نئے بادشاہ "الشباب شعبۃ من الجنون" کے تحت سجدۂ تعظیمی کا حکم صادر فرما چکے تھے۔ پھر بزور فتویٰ حاصل کیا گیا، اس پر طرّہ یہ کہ ملکہ نور جہاں عنانِ حکومت کی اصل مالک تھی، جو سُنیوں کے معاملہ میں انتہائی متعصب تھی، غرض شرک و بُت پرستی کا سیلاب ایک طرف، بدعات کا سیلاب اس پر مستزاد، شریعت و طریقت کی تفریق اور مصیبت! لیکن اپنی کوششوں میں آپ مصروف ہیں۔ مکتوبات کے مطالعہ سے آپ رح کی مساعی اور اس کے نتائج کا پتہ چلتا ہے۔ مکتوب ۳۳ دفتر اوّل حصہ اوّل میں علماءِ سوء کی خوب خبر لی۔ پھر مکتوب ۴۷ دفتر اوّل حصہ دوم بنام شیخ فرید مقرب خاص بادشاہ جہانگیر کو بادشاہ کی حالت کی طرف متوجہ کراتے ہوئے جیّد علماء کی صحبت پر زور دیتے ہیں۔ قدرت خداوندی بادشاہ مان جاتا ہے اور چار عالم منتخب کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

مکتوب ۵۳ دفتر اول حصہ دوم میں اظہار مسرت کے ساتھ پھر توجہ دلاتے ہیں کہ صحیح عالم منتخب کرو، اگرچہ ایک ہی ہو۔ غرض اس قسم کی اصلاحی کوششوں سے جاہل صوفیاء اور دنیا پرست علماء کو اپنی کساد بازاری کے خطرہ نے آمادۂ مخالفت کیا۔ عظیم سازش تیار کی جو "ان کان مکرھم لتزول منہ الجبال" کا مصداق تھی۔ انتہا یہ کہ اس مکروہ پروپیگنڈا سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح جیسے حضرات بھی متاثر ہو جاتے ہیں جنہوں نے بعد میں جلد ہی حالات سے آگاہ ہو کر توبہ کی۔ بعد میں شیخ اور مجدد علیہما الرحمہ کے تعلقات بڑے اچھے ہو گئے (دیکھیں مکتوبات)

آپؒ کے چند خطوط میں قطع و برید کر کے دربار میں پیش کیے گئے اور یہ باور کرایا گیا کہ شیخ احمد اپنے آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے افضل گردانتا ہے، القصہ طلبی ہوئی۔ تشریف لے جا کر بادشاہ کو سمجھایا۔ کلمہ حق نے کام کیا۔ شاہ مطمئن ہو گیا۔ لیکن دنیا پرست کب باز آنے والے تھے، دوسرا سٹنٹ اختیار کیا۔ بادشاہ کو باور کرایا گیا کہ یہ شخص سجدۂ تعظیمی کا منکر ہے یقین نہ ہو تو امتحان کر لیں۔ پھر طلبی ہوئی، جہانگیر نے سجدے کا مطالبہ کیا لیکن محمد مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام یہ کیسے مان لیتا۔ جواب میں فرمایا "بجز خلاقِ جہاں کسی کے لیے سجدہ روا نہیں اور جہانگیر کتنی حماقت و لطالت ہے کہ اپنے جیسے عاجز کے سامنے جھکوں؟"، یہ سننا تھا کہ بادشاہ کا غصہ اُبل پڑا۔ حضور علیہ السلام کے متعلق جو جسارت خسرو پرویز نے کی تھی وہی جسارت بھٹکا ہوا جہانگیر محمد علیہ السلام کے غلام کے لیے کر رہا ہے یعنی سزائے موت! لیکن اچانک اسے منسوخ کر کے سنتِ یوسفی و محمدی علیٰ صاحبہما الصلوٰۃ والسلام پر عمل کے لیے "گوالیار" کے قلعہ" اجین" بھجوا دیا، گدڑی پوش نے قلعہ کو زینت بخشی رنگ بدل گئے۔ دو سال گذر گئے۔ آپؒ کی کرامت کا ظہور ہوا جہانگیر کے مقدر کا ستارہ چمک اُٹھا۔ خواب میں سید الابرار علیہ التحیۃ والسلام کو دیکھا۔ آپ بطور تاسف انگلی دانتوں میں دبائے ارشاد فرما رہے ہیں" جہانگیر تم نے کتنے بڑے آدمی کو قید کر دیا۔" بعد از خواب حکم رہائی دے کر ملتجی ہوا کہ چند دن ہم نشینی چاہتا ہوں؟ آپؒ نے منظور کیا۔ یہ صحبت چند روزہ رنگ لائی، جام و سبو توڑ ڈالے، نشہ حکومت اُتر گیا، ہر وقت رونے سے واسطہ ہے۔ پھر ایک دفعہ لنگر کا کھانا کھا کر لطف اندوز ہوا۔ اور اسے زندگی کا بہترین کھانا قرار دیا۔ [illegible] بڑھی۔ آخر عمر میں کہا کہ" عمر بھر کوئی کام نہیں کیا۔ ایک دستاویز ہے اسے داورِ محشر کی عدالت میں پیش کر دوں گا" وہ یہ کہ ایک مرتبہ شیخ نے فرمایا تھا کہ خدا ہمیں جنت لے گیا تو تجھے ساتھ لیے بغیر نہیں جائیں گے۔" اسی پر بس نہیں شاہ جہاں آپؒ کا مرید ہوا پھر غازی عالمگیرؒ آپؒ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کا مرید ہوا! کون عالمگیر؟ قرآن کا کاتب اور ٹوپیاں بنا کر انہیں فروخت کر کے نان جویں پر قناعت کرنے والا۔ فتاویٰ عالمگیری لکھوا کر از سرِ نو تا شقند نظامِ اسلامی

کو نافذ کرنے والا ! یہ برکات تھیں امام ربانی کی اور آپؒ کے مجدد ہونے کی!

آپؒ کی زندگی میں ایک وقت وہ بھی آیا جب جنرل مہابت خان مرحوم نے جہانگیر اور نورجہاں کو قید کرکے آپؒ کو لکھا" بیا تخت شاہی خالی است " تو جواب میں لکھا" فقیر را با تخت شاہی چہ کار"،

باطنی کمالات

اس سلسلہ میں اس سے پہلے آپؒ کے پیرومرشد کے جو ارشادات گذر چکے ہیں وہ کافی و شافی ہیں تاہم ایک دو اور شہادتیں ملاحظہ فرمائیں۔

تیرہویں صدی کے مجدد اور عظیم عالم وصوفی شاہ غلام علی دہلوی رح اپنے مکتوب کے ص۱۴۱ پر مطبوعہ مدراس میں فرماتے ہیں:

" وحضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعد تحریر مناقب حضرت ایشاں نوشتہ اند لا یحبہ مومن ولا یبغضہ الا منافق شقی"

کتنا بڑا مقام ہے شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ غلام علی صاحب علیہما الرحمہ جیسے مجدد دین امت کی اس شہادت کے بعد کسی مزید شہادت کی ضرورت نہیں۔ تاہم شہید اعظم مرزا مظہر جانجاناں شہید علیہ الرحمہ کی شہادت نہ لکھنا بڑی ناانصافی ہوگی۔ فرماتے ہیں:

" ایک مرتبہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوا۔ گویا آپؐ کی بغل میں لیٹا ہوں اور آپؐ کی مبارک سانس مجھے لگی۔ معاً پیاس محسوس ہوئی۔ سرہندی شہزادے بھی تھے۔ ان سے نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانی لانے کو فرمایا۔ ا نے عرض کی یہ میرے مخدوم زادے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اب میرا حکم ہے۔ غرض پانی آیا۔ وہ نوش فرمایا تو حضرت مجدد رح کے متعلق سوال کیا۔ اس پر فرمایا کہ میری امت میں ان جیسا کون ہے؟ میں نے مکتوبات کے متعلق عرض کیا تو پڑھ کر سنانے کو فرمایا، میں نے حضرت حق کی حمد وثنا کے متعلق "اللہ تعالیٰ وراء الوریٰ ثم وراء الوراء" پڑھ کر سنایا۔ آپؐ نے بہت پسند فرمایا۔ دیر تک

بار بار سُنے اور تحسین فرمائی ۔"

ان شہادتوں کو پڑھ کر ذرا مولوی محسن الملک مرحوم کو سنیں ۔ فرماتے ہیں :

"اگر حضرت عمر فاروق رض کی ذات بابرکات نہ ہوتی تو ہندوستان میں لاکھوں مسلمان نہ ہوتے ۔" (آیات بینات)

کتنا سچ فرمایا ! ذرا آگے بڑھیں خانوادہ فاروقی کے رجال یا عاظم حضرت مجدد فاروقی سرہندی ، حکیم الہند شاہ ولی اللہ فاروقی اور ان کا خاندان ، امیر المجاہدین حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فاروقی ، حکیم الامت مولانا تھانوی فاروقی ، امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے جد بزرگوار کے اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے مسلمانان ہند کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائی ۔

یہ بھی فیض مجدد ہی ہے کہ سرزمین ہند کو جس مجدد نے سب سے پہلے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا وہ آپ ہی تھے ۔ ورنہ پہلے یہ سرزمین اس شرف سے محروم تھی اور پھر تو سلسلہ چل نکلا ۔ آپ کے بعد امام شاہ ولی اللہ ، امیر سید احمد شہید ، شاہ اسماعیل شہید ، شاہ غلام علی ، مولانا تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ اکابر بلاشبہ مجدد دین و ملت ہیں ۔

اتباعِ سنت واجتناب عن البدعت

مجدد کی زندگی کا صحیح اس موڑ پر آ کر ملتا ہے

سطور بالا میں آپ نے اس سمندر کے دھندلے سے نقوش دیکھے ۔ انصاف آپ کے ذمہ !

اب مکتوبات کو ملاحظہ فرمائیے ! مکتوب ۱۰۵ دفتر سوم بنام شیخ حسن برکی میں حدیث نبوی " من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید " نقل کر کے اتباعِ سنت پر جو زور دیا ہے وہ قابل دید ہے ۔

مکتوب ۲۳ دفتر دوم بنام مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ رح تقسیم بدعت یعنی حسنہ و سیئہ کے متعلق ارقام فرماتے ہیں ۔

" پچھلے لوگوں نے بدعت میں شاید کوئی اچھائی دیکھی ہو گی کہ اس کے بعض افراد کو مستحسن قرار دیا لیکن فقیر اس مسئلہ میں ان کی موافقت

نہیں کر سکتا اور بدعت کے کسی فرد کو حسنہ نہیں جانتا۔ اور بدعت
میں بجز گندگی و تاریکی کچھ محسوس نہیں کرتا۔ بدعت کو یہ تیشہ کدال
کی طرح جانتا ہے جو اسلام کی عالیشان عمارت کو ڈھا رہی ہے۔"

آگے بڑھیں مکتوب ۵۴ دفتر اوّل بنام شیخ فرید رحؒ!

"یقین تصور فرمایند کہ فساد صحبت مبتدع زیادہ از فساد صحبت کافر است"
اللہ اللہ حرکت رگ فاروقی ملاحظہ فرمائیں اور بدعت سے تنفر اور سنت میں انہماک
کے جذبہ صادقہ کو دیکھیں۔ کیوں نہ ہو ارشادِ نبوی یوں ہی ہے" من شاء فلیراجع"
اس سے آگے اس عنوان پر کس چیز کی ضرورت نہیں اب مقام مجددیت کا نمبر
ہے۔ لیکن قاری محمد طیب صاحب کے ارشاداتِ عالیہ اور رشحاتِ فکر نقل کرنے
کے بعد اس عنوان پر کیا لکھوں سورج کو چراغ دکھانا عقل مندی نہیں اور اپنے اکابر
سے جو تعلق ہے اس کے پیش نظر یہ گستاخی نہیں کر سکتا۔ پس آپؒ کی شانِ عزیمت
مجددیت پر ایک فرزند دیوبند کا ارشاد سُن لیں اور اس پر یہ عنوان مکمل ہو جاتا ہے۔

ابن حنبل رحؒ نے کیا تھا کام جو اس نے دہ کر کے ہمیں دکھلا یا

باقیات صالحات

اختتام سے قبل اس عنوان سے چند سطور ضروری ہیں، اس سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں فرزندانِ گرامی قدر
وخلفاء اور آپؒ کی تصانیف! اس پر تفصیلی گفتگو فی الحال مشکل ہے۔

مختصراً یہ کہ تصانیف میں مکتوبات سر فہرست ہیں، ان کے بیسیوں حوالے اوپر
گذرے لیکن نسبت سمندر اور قطرے کی ہے فی الحقیقت امام کے مکتوبات سینکڑوں
تصانیف کا حکم رکھتے ہیں اور انسانی زندگی کے لیے کافی وشافی ہیں، زندگی کے
ہر مسئلہ کا حل ان میں ہے جو چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے، علاوہ ازیں معارف لدنیہ
رد روافض، اثبات النبوت، شرح رباعیات، "تعلیقات عوارف، رسالہ علم حدیث
حالات خواجگان نقشبند، مبداء و معاد، تعین ولاتعین، رسالہ تہلیلیہ،
مکاشفات غیبیہ، آداب المریدین، وحدت الوجود، تحقیق قیومیت، مقصود الصالحین
مشہور ہیں۔

فرزندان گرامی قدر۔ خواجہ محمد صادق رحؒ ولادت سنہ۱۰۰۰ھ وفات ۱۹ ربیع الاوّل

۱۰۲۵ھ سب سے بڑے ہیں، عالمِ جوانی میں آبا میاں کے سامنے راہی ملکِ بقا ہوئے۔ آپؒ کو بڑا صدمہ تھا۔ کمالاتِ صادق کا ذکر مکتوبات میں ہے۔

پھر خواجہ محمد سعیدؒ ہیں ولادت ۱۰۰۵ھ وفات ۲ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ معروف بخازن الرحمۃ پھر خواجہ محمد معصوم معروف بہ عروۃ الوثقیٰ ہیں۔ سلسلہ کی اشاعت سب سے زیادہ ان سے ہوئی۔ عالمگیرؒ کے شیخ تھے۔ دہلی کی مشہور عالم خانقاہ اور اب پاکستان میں خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی آپؒ ہی کے سلسلہ سے متعلق ہیں۔ ولادت ۱۰۰۷ھ وفات ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ۔ چوتھے صاحبزادے شاہ محمد یحییٰ تھے۔ آبا میاں کی وفات کے وقت ۹ برس کے تھے تحصیل علوم و طریقہ بھائیوں سے کی۔ وفات ۱۰۹۶ھ

رہ گئے خلفاء تو ان کا کیا حساب؟ ہندوستان کا کوئی شہر آپؒ کے خلفاءؒ سے خالی نہیں۔ پچاس خلفاء تو صرف انبالہ میں تھے۔ پھر دیارِ عرب، غزنی، کابل، بخارا، سمرقند وغیرہ میں خدامِ شیخ کی کتنی کثرت ہے کہ لاتعد و لاتحصیٰ، اور سب نے علوم امام سے اس جہانِ ظلمت و تاریکی کو منور کیا جزاہم اللہ تعالیٰ۔

مولانا نسیم احمد مجددی فاروقی امروہوی نے آپؒ کے خلفاء کے حالات کے سلسلہ میں تحقیقی کام کیا ہے۔ شائقین حضرات ان سے رابطہ قائم کریں (بواسطہ الفرقان لکھنؤ) پھر آپ کے علوم و معارف کی ایک زندہ جاوید یادگار دنیا کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند ہے۔ روایاتِ مشہورہ و متواترہ کے پیشِ نظر آپؒ نے اس مقام سے گذرتے ہوئے فرمایا کہ "مجھے یہاں سے بوئے علم آرہی ہے"۔ چنانچہ یہ مسلّم حقیقت ہے کہ اس دورِ تجدد میں حضرت مجددؒ کے علوم و معارف کو دارالعلوم دیوبند کس طرح ایک مقدس امانت سمجھ کر سنبھالے ہوئے ہے اور بانیانِ دیوبند کے روحانی و علمی رشتے جس طرح اس قدسی صفت بزرگ سے ملتے ہیں۔ اس سے اربابِ نظر آگاہ ہیں، تو گویا وجود دارالعلوم بھی آپؒ کے باقیاتِ صالحات میں ہے اور اسے شمار نہ کرنا ایک عظیم ناانصافی ہوگی۔ ایسی روایات حضرت الامیر سید احمد شہید رحؒ کے متعلق بھی مشہور ہیں کہ انہوں نے جہاد کی مہم کے دوران اس جگہ سے گذرتے ہوئے بعینہٖ وہی الفاظ ادا فرمائے

تھے اور ان روحانی رشتوں سے بھی دنیا آگاہ ہے۔

خاتمۂ سخن بالآخر وہ مجدّد الف ثانی رح قطب زمان اور صاحب عزم واستقامت جس کی حق وراستی کی آواز کے سامنے باطل کو سرنگوں ہونا پڑا۔ اس کا وقت موعود آگیا۔ سچ ہے کلّ نفسٍ ذائقۃ الموت۔

موت ہے آخر کوئی کتنا ہی ہو صاحب کمال
حی وقیوم اِک فقط ہے ذات ربّ ذوالجلال

لیکن انہیں اس کا صدمہ نہ تھا اور کیوں ہوتا محبوب ربّ العالمین صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کو جب وصال وحیات میں انتخاب کا حکم ہُوا تو آپؐ نے "رفیق اعلیٰ" سے وصال کو ترجیح دی اور فرمایا " الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب"۔ آپؐ کا ایک سچّا خادم کیوں پریشان ہوتا؟ اسے تو خوشی تھی۔ عمر کے آخری شعبان میں شب برات کو عبادت کے لیے خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ علی الصبح اہلیہ محترمہ نے کہا کہ نہ معلوم آج کی رات کس کس کا نام دفتر ہستی سے کاٹا گیا ہے؟ فرمایا گیا تم بطور شک کہہ رہی ہو! اس شخص کا کیا حال ہو گا جس نے اپنا نام محو ہوتا خود دیکھا۔ اس کے بعد ہدایت وارشاد کا سارا کام صاحبزادگان کے سپرد کر کے خلوت کو زیادہ پسند فرمانے لگے۔

وعدہ وصل چوں شود نزدیک آتش عشق تیز تر گردد!

وسط ذی الحجہ میں ضیق نفس کی بیماری کا شکار ہوئے۔ تپ محرقہ اس پر مستزاد! حتےٰ کہ بارہ محرم الحرام کو فرمایا کہ بس ۴۰، ۵۰ دن کے اندر یہاں سے سفر کرنا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ سہ شنبہ بعمر ۶۳ سال اس جہانِ فانی سے راہی ملک بقا ہوئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ اللہ متابعت نبوی ؐ اور محبت صدّیق ؓ وفاروق رضؓ کا کیا صلہ ملا! گنبد خضرا کے وہ تینوں مکیں اسی عمر میں دار آخرت کو سدھارے تھے۔ "رفیع المراتب" مادہ تاریخ ہے۔ جس صبح انتقال ہُوا اس رات حسب معمول تہجد پڑھی۔ بعد از فراغت خدّام سے فرمایا کہ "تم نے تیمار داری کی بڑی تکلیف کی آج یہ تکلیف ختم ہے" آخر وقت میں اسمِ ذات کا بہت غلبہ تھا۔ اسی حال میں اللہ کو پیارے ہوئے۔